

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

مقاصدِ شریعت کی فکری توسیع اور عصری تطبیقات: طاہر بن عاشور اور علال فاسی کے نظریات کا تقابلی مطالعہ

Intellectual Expansion and Contemporary Applications of Maqasid al-Shari'ah: A Comparative Study of the Thoughts of Ibn Ashur and Allal al-Fassi

1. Muhammad Tariq Mahmood

PHD Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan,
Email: aabuahmad15@gmail.com

2. Dr. Ashfaq Ahmad

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Email: aahmed@gudgk.edu.pk

3. Hafiz Muhammad Yaqoob Sher

PHD Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Email: myaqoobsher222@gmail.com

To cite this article: Muhammad Tariq Mahmood, Dr. Ashfaq Ahmad & Hafiz Muhammad Yaqoob Sher. 2025. "مقاصدِ شریعت کی فکری توسیع اور عصری تطبیقات: طاہر بن عاشور اور علال فاسی کے نظریات کا تقابلی مطالعہ: Intellectual Expansion and Contemporary Applications of Maqasid al-Shari'ah: A Comparative Study of the Thoughts of Ibn Ashur and Allal al-Fassi". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 7 (Issue 1), 01-19.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 7 || July - Dec 2025 || P. 01-19
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-7-2-1/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.07.02.u1
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	31 Dec 2025
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Maqasid al-Shari'ah constitute the fundamental philosophy and spiritual core of Islamic jurisprudence, which historically remained largely confined to the traditional al-Maqasid al-Khamsah defined by Imam al-Shatibi. However, the complex political, social, and civilizational challenges of the contemporary era have necessitated a comprehensive intellectual expansion and restructuring of this field. This paper presents a comparative and analytical study of the ideas of two prominent 20th-century reformers: Muhammad al-Tahir ibn Ashur and Allal al-Fasi. Both scholars successfully moved the scope of Maqasid from the

individual and ritualistic domain to the collective, political, and societal spheres. Employing a qualitative and comparative methodology, the study critically analyzes their seminal primary works: Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyyah (Ibn Ashur) and Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyyah wa Makarimuha (Al-Fasi). The central argument (thesis) is that while both reformers aimed to harmonize Islamic law with modernity, their respective methodological priorities and emphasis differ significantly. The analysis demonstrates that Ibn Ashur's intellectual expansion primarily focused on legal and systemic reform and the concept of Hifz Nizam al-Ummah (Preservation of the Order of the Nation), whereas Allal al-Fasi concentrated on social development, 'Imarat al-Ard (Cultivation/Development of the Earth), and the ethical dimension (Makarim). This research clarifies the shared ground and divergence between these two modern models of Maqasid al-Shari'ah, offering a fresh theoretical perspective for addressing contemporary issues.

Keywords: Maqasid al-Shari'ah, Tahir ibn Ashur, Allal al-Fasi, Intellectual Expansion, Contemporary Relevance, Legal Reform, Social Development, Islamic Jurisprudence

تعارف موضوع:

مقاصدِ شریعت اسلامی قانون سازی کی روح ہیں، جو صدیوں تک امام شاطبیؒ کے متعین کردہ روایتی مقاصدِ خمسہ کے گرد مرکوز رہنے کے باعث انفرادی فقہ تک محدود رہے۔ تاہم، نوآبادیاتی تجربات اور جدیدیت کے پیچیدہ سماجی و سیاسی چیلنجز نے اجتماعی، سیاسی، اور تہذیبی سطح پر مقاصد کی فکری توسیع کو ناگزیر بنا دیا۔ اسی علمی ضرورت کے پیشِ نظر، زیرِ نظر تحقیقی مطالعہ بیسویں صدی کے دو عظیم مصلحین، تیونس کے محمد الطاہر بن عاشور اور مراکش کے علال الفاسی کے تجدیدی نظریات کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے، جنہوں نے بالترتیب اپنی معرکہ آرا تصانیف "مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ" اور "مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ و مکارمہا" کے ذریعے علمِ مقاصد کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ایک متحرک نظام کے طور پر از سرِ نو مرتب کیا۔ کیفیتی اور نظریاتی منہج پر مبنی اس تحقیق کا مرکزی استدلال یہ ہے کہ اگرچہ دونوں کا ہدف شریعت کی ابدیت کو ثابت کرنا تھا، لیکن ان کے فکری ارتکاز میں واضح تفاوت پایا جاتا ہے: ابن عاشور کی فکری توسیع کا مرکز قانونی نظام کی اصلاح اور حفظِ نظامِ الامہ تھا، جبکہ علال الفاسی نے سماجی تعمیر و ترقی اور اخلاقی مکارم پر زیادہ زور دیا۔ یہ مطالعہ، پہلی بار ان دونوں فکری نظاموں کا براہِ راست تقابلی تجزیہ کرتے ہوئے، مقاصدِ شریعت کی تجدیدی تحریک کے دو مختلف مگر اہم ماڈلز کے منہجی تفاوت اور نظریاتی یکسانیت کو گہرائی میں آشکار کرتا ہے۔

مقاصدِ شریعت: فکری توسیع کے مراحل اور عصری مفاہیم کا ارتقاء

مقاصدِ شریعت کا علم اس بنیادی حقیقت پر استوار ہے کہ شارعِ حکیم نے احکاماتِ شرعیہ میں جو بھی اوامر و نواہی مقرر فرمائے ہیں، وہ بے حکمت نہیں ہیں بلکہ ان کے پسِ پردہ بندوں کے لیے دنیا اور آخرت کی فلاح و سعادت پوشیدہ ہے۔ مقاصد سے مراد وہ اعلیٰ حکمتیں اور

اہداف ہیں جو تمام احکامِ شریعت میں شارع کو اپنے بندوں کے لیے مطلوب ہیں[1]، جن کا خلاصہ ''جلبِ مصالح اور دفعِ مفاسد'' ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس علم نے محض فقہی علتوں کے بیان سے آگے بڑھ کر ایک جامع اور متحرک نظامِ فلسفہ کی شکل اختیار کر لی ہے، جو ہر دور کے جدید مسائل کو حل کرنے کے لیے کلی اصول فراہم کرتا ہے۔

تاریخی اعتبار سے مقاصدِ شریعت کا ارتقائی سفر مختلف مراحل پر محیط ہے؛ ابتدائی دور میں یہ علم قرآن و سنت کے نصوص میں بطورِ حکمت بکھرا ہوا تھا۔ اس کی باقاعدہ فکری داغ بیل امام الحرمین ابو المعالی الجوینی (م ۴۷۸ھ) نے اپنی کتاب البرہان فی أصول الفقہ میں ڈالی، جہاں انہوں نے ''علل اور اصول کی تقسیم'' کے تحت مقاصدی مباحث کو منظم کیا[2]۔ بعد ازاں ان کے شاگرد امام ابو حامد الغزالی (م ۵۰۵ھ) نے اپنی اصولِ فقہ کی تصنیف المستصفیٰ من علم الأصول میں اس فکر کو نکھارا اور ''ضروریاتِ خمسہ'' (حفظِ دین، جان، عقل، نسب اور مال) کا وہ مشہور خاکہ پیش کیا جسے مقاصد کے بنیادی ستون تسلیم کیا گیا[3]۔ اس فکری سلسلے کو شیخ عزالدین بن عبد السلام (م ۶۶۰ھ) نے اپنی کتاب قواعد الأحکام فی مصالح الأنام میں مزید تقویت دی اور واضح کیا کہ شریعت کا محور مصالح کا حصول ہے[4]۔ تاہم، اس علم کو ایک مستقل فن اور نظریاتی استحکام دینے کا سہرا امام ابو اسحاق الشاطبیؒ (م ۷۹۰ھ) کے سر ہے۔ انہوں نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف الموافقات في أصول الشریعۃ میں مقاصد کو ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں درجہ بند کر کے اسے ایک باقاعدہ علمی نظم کی حیثیت دی[5]۔ معاصر عالم احمد الریسونی[6] اپنی کتاب نظریّۃ المقاصد عند الإمام الشاطبی میں لکھتے ہیں کہ شاطبیؒ نے مقاصد کو اصولِ فقہ کا محض ایک جزو سمجھنے کے بجائے اسے قانون سازی کا ایک آزاد اور جامع منہج بنا دیا اور اصولِ فقہ اور مقاصد شریعت میں بالاتفاق ایسے تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے جن کی نظیر نہیں ملتی[7]۔ انہوں نے محض ایک یا دو نصوص پر انحصار کرنے کے بجائے احکام کا ''استقراء'' (Comprehensive

---

[1] Amin Allah Khan, Abdul Hameed Khan Abbasi, "Maqasid-e-Shariat Taarufi Mutala" (Al-Duha, Volume 1, Number 1, January to June 2020): 107.

[2] Imam al-Haramayn Abdul Malik ibn Abdullah al-Juwayni, Al-Burhan fi Usul al-Fiqh (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, First Print 1418 H-1997 CE), 2:79-81.

[3] Abu Hamid al-Ghazali, Al-Mustasfa, Research: Muhammad Abdul Salam Abdul Shafi (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, First Print 1413 H), 1:286.

[4] Izz al-Din Abdul Aziz ibn Abdul Salam, Qawa'id al-Ahkam fi Masalih al-Anam (Cairo: Maktabat al-Kulliyat al-Azhariyya, 1414 H-1991 CE), 1:11.

[5] Abu Ishaq al-Shatibi, Al-Muwafaqat (Dar Ibn Affan, First Print 1417 H), 2:17.

[6] Doctor Ahmad al-Raysuni alam-e-Islam ke ek mumtaz faqih, usool pasand mufakkir aur Morocco se ta'alluq rakhnay wali ma'ruf ilmi shakhsiyat hain. Woh khas tor par Maqasid al-Shari'ah ke maydan mein apni maharat aur jadeed ijtihadi fikr ke liye janay jatay hain.

[7] Ahmad al-Raysuni, Nazariyyat al-Maqasid 'ind al-Imam al-Shatibi (Riyadh: Al-Dar al-'Alamiyya li al-Kitab al-Islami, Second Print 1412 H-1992 CE), 310.

Induction) کیا اور ثابت کیا کہ شریعت ایک مربوط نظام ہے۔ مصطفی سعید الخن [8] کے بقول، شاطبیؒ نے اصول فقہ کو مقاصد کی روشنی میں پیش کر کے ایسا نادر طریقہ کار اختیار کیا جس کی نظیر ان سے پہلے نہیں ملتی۔[9]

بیسویں صدی میں مقاصدِ شریعت کے علم نے صدیوں پرانا جمود توڑا اور کلاسیکی ''کلیاتِ خمسہ'' [10] سے آگے بڑھ کر جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوا۔ فکری توسیع سے مراد یہی ہے کہ مقاصد کے مباحث اور اطلاقی دائرے کو محض روایتی تحفظ تک محدود رکھنے کے بجائے اسے وسیع، گہرا اور فعال بنایا جائے۔ اس تجدیدی عمل میں تیونسی عالم شیخ محمد الطاہر بن عاشور (م ۱۹۷۳ء) کا کردار کلیدی ہے۔ انہوں نے اپنی شاہکار کتاب مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ میں مقاصد کی تقسیم کو روایتی دائرے سے نکال کر ''مقاصدِ عامہ'' کا تصور دیا اور ''حفظِ نظام الامہ'' اور ''حریت'' (آزادی) کو مستقل مقاصد کے طور پر شامل کیا[11]۔ ابن عاشور نے یہاں تک امکان ظاہر کیا کہ ہنگامی حالات میں اعلیٰ مقاصد (جیسے اُمت کی سلامتی) کے حصول کی خاطر جزوی نص کو عارضی طور پر مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ ان کے ہم عصر مراکش کے مفکر علال الفاسی (م ۱۹۷۴ء) نے اپنی کتاب مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ و مکارمھا کے ذریعے اس توسیع میں حصہ لیا اور ''عمارۃ الارض'' (زمین کی آبادی)، ''اصلاح فی الارض'' اور ''مکارم الشریعہ'' (اخلاقی خوبیاں) کو مقاصدی نظام کا اہم جزو قرار دیا۔[12]

مقاصدِ شریعت کے عصری مفاہیم اور اطلاقی جہات

اکیسویں صدی میں مقاصدِ شریعت کی عصری معنویت اجتہادی اور اطلاقی چیلنجز کے تناظر میں کئی گنا بڑھ چکی ہے۔ جدید مفکرین نے اس علم کو مندرجہ ذیل نئی جہات سے روشناس کرایا ہے:

- تحفظ سے تنمیہ کی طرف (From Protection to Development):

---

[8] Doctor Mustafa Sa'id al-Khann (wafat: 2005 CE) Shaam ke namwar alam-e-din aur faqih thay, jo usul-e-fiqh aur fiqh Shafi'i mein maharat rakhtay thay. Unhon ne Damascus University mein tadris ki aur un ki mashhur tasneef Athar al-Ikhtilaf fi al-Qawa'id al-Usuliyya fi Ikhtilaf al-Fuqaha ko in uloom mein ek bunyadi marja' samjha jata hai. Un ki kutub apnay jamay' aur mudallal ilmi usloob ki wajah se jani jati hain.

[9] Mustafa Sa'id al-Khann, Dirasa Tarikhiyya li al-Fiqh wa Usulih (Damascus: Al-Sharika al-Muttahida li al-Tawzi', First Print 1404 H 1984 CE), 219.

[10] Inhein "Daruriyyat-e-Khams" bhi kaha jata hai.

[11] Muhammad al-Tahir ibn Ashur al-Tunisi, Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyya, Research: Muhammad al-Habib ibn al-Khawja (Qatar: Wizarat al-Awqaf wa al-Shu'un al-Islamiyya 1425 H-2004 CE), 2:171 & 3:279, 371.۔371،279:3،171:2(م2004

[12] Allal al-Fasi, Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyya wa Makarimiha (Dar al-Gharb al-Islami, Fifth Print 1993 CE), 45.

جدید مفکرین جیسے ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی[13] نے اپنی کتاب مقاصدِ شریعت میں یہ نکتہ اٹھایا کہ مقاصد کو محض "دفعِ مضرت" (نقصان سے بچاؤ) تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ "جلبِ منفعت" اور عملی ترقی کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ان کے نزدیک مقاصدِ شریعت، مصالح امّت، روح اسلام وغیرہ تصورات کا تعلق سے محض فقہی مسائل سے نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے ہر علمی وفکری پہلو کو محیط ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی رائے کے مطابق اہل اسلام کی علمی وفکری سرگرمیوں کا دائرہ کار قانون سازی، فقہی مسائل یا مالیاتی امور تک محدود رہنے کی بجائے اب اقتصادیات، سیاسیات، علم النفس، عمرانیات(Sociology)، فن تعلیم وتربیت، تاریخ، جغرافیہ، ادب، فن تعمیر اور وغیرہ دیگر علوم وفنون تک وسعت اختیار کر شکا ہے۔[14]

- اسلامی مالیات اور نتائج کا اعتبار:

معاشی میدان میں مقاصدی فکر کا اطلاق سب سے زیادہ اہم ہے۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اسلامی بینکاری پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محض جزوی عقود کی تکنیکی شرعی سلامتی کافی نہیں، بلکہ ان کے "عواقب"(Ends) کو دیکھنا ضروری ہے۔اگر نتائج میں عدل وانصاف مجروح ہو رہا ہو اور دولت کا ارتکاز اسی طرح ہو جیسا سودی نظام میں ہے، تو یہ مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں کسی مخصوص طریقہ تمویل کو کبھی بھی استحصال اور ظلم کیلئے استعمال کرنے کی ہر گز اجازت نہیں ہے۔[15]

- مقاصدِ انسانیت اور عالمگیریت:

فکری توسیع نے مقاصدِ شریعت کو "مقاصدِ انسانیت" کی حیثیت دی ہے، جس میں عدلِ اجتماعی، انسانی حقوق اور حقِ خود ارادیت شامل ہیں۔یہ توسیع اسلامی قانون کو متحرک اور لچکدار بناتی ہے تاکہ وہ عالمی مسائل پر لاگو ہو سکے، معاصرین میں سے جمال الدین عطیہ[16] نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔[17]

---

[13] Doctor Najatullah Siddiqui ek mumtaz Hindostani Islami Ma'ashiyat dan thay, jo jadeed Islami maliat aur bankari ke baniyon mein shumar hotay hain. Unhon ne Islami ma'ishat ke nazriyati framework ko qaim karne aur isay sodi nizam ke mutabadil ke tor par pesh karne mein kaleedi kirdar ada kiya, aur un ki ahem tasanif mein "Maqasid-e-Shariat: Ek Jadeed Mutala" bhi shaamil hai.

[14] Muhammad Najatullah Siddiqui, Maqasid-e-Shariat (Islamabad: Idara-e-Tahqiqat-e-Islami, Isha'at-e-Awwal 2009 CE), 56, 57.

[15] Muhammad Najatullah Siddiqui, Maqasid-e-Shariat, 197.

[16] Doctor Jamal al-Din Atiyyah ek Misri nasl Islami mufakkir hain jo Maqasid-e-Shariat ke itlaqi aur fiqhi pahluon par gehri tahqeeq ke liye janay jatay hain. Unhon ne maqasid ke tafseeli aur amali itlaq ki wazahat ki, aur un ki ahem tasneef "Nahwa Taf'il Maqasid al-Shari'ah" (Maqasid Shariat ko fa'aal karne ki taraf) is maydan mein ek bunyadi hawala mani jati hai.

- ماحولیاتی تحفظ (حفظِ بیئۃ):

عالمگیر ماحولیاتی مسائل کے پیشِ نظر معاصر محققین نے ''حفظِ بیئۃ'' کو ایک توسیع شدہ مقصد یا کلی مقصد کے طور پر ضروریاتِ خمسہ کے ذیل میں شامل کیا ہے، کیونکہ قدرتی وسائل کا بچاؤ انسانی بقا کے لیے ناگزیر ہے۔ معاصر محقق ڈاکٹر یوسف القرضاوی [18] نے ماحول میں بگاڑ پیدا کرنے کو مقاصدِ شریعت کو ضائع کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ [19]

- نظم کا فلسفہ اور منہجی ضوابط:

فلسطینی نژاد محقق ڈاکٹر جاسر عودہ [20] نے اپنی کتاب مقاصد الشریعۃ کفلسفۃ للنظم میں ''فلسفہِ نظم'' (Systems Theory) کے ذریعے اجتہاد میں جامعیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے [21]۔ اسی طرح تیونسی عالم شیخ نور الدین الخادمی [22] نے اپنی کتاب الاجتہاد المقاصدی میں مقاصد کے جدید منہجی (Methodological) ضوابط مرتب کیے ہیں، انہوں نے ان ضوابط پر عمل کے اسباب و دواعی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ضوابط عامہ اور ضوابط خاصہ میں تقسیم بھی کیا ہے۔ [23]

---

[17] Jamal al-Din Atiyyah, Nahwa Taf'il Maqasid al-Shari'ah (Mashq: Dar al-Fikr, First Print 1422 H-2001 CE), 164-172.

[18] Doctor Yusuf al-Qaradawi Misri nasl Qatar mein muqim ek mumtaz Islami alim, mufti aur musannif thay, jo fiqh wa fatawa mein i'tidal aur tawazun ke liye janay jatay thay. Woh apni kitab "Fiqh al-Maqasid" (Maqasid-e-Shariat ki fiqh) ke zariye Islami qanoon ko jadeed tanazur aur zindagi ke masail par laagu karne mein numaya shakhsiyat thay.

[19] Yusuf al-Qaradawi, Ri'ayat al-Bi'ah fi Shari'at al-Islam (Cairo: Dar al-Shuruq, First Print 1421 H-2001 CE), 52.

[20] Doctor Jasser Audah Falasteeni nasl Canadian Islami scholar aur muhaqqiq hain jo Maqasid-e-Shariat ke asri itlaq par apni gehri tahqeeq ke liye janay jatay hain. Woh maqasidi fikr ko nizamati nuqta-e-nazar (Systemic Approach) ke sath murattab karne ke bani hain, aur un ki mashhur kitab "Maqasid al-Shari'ah ka Falsafa li al-Tashri' al-Islami" (Maqasid-e-Shariat, Islami qanoon saazi ka falsafa) hai. Unhon ne Islami fiqh aur falsafay ko jadeed uloom aur samaji masail se jorney mein numaya kirdar ada kiya hai.

[21] Jasser Audah, Maqasid al-Shari'ah ka Falsafa li al-Tashri' al-Islami (America: Al-Ma'had al-'Alami li al-Fikr al-Islami, First Print 1432 H-2012 CE), 16.

[22] Tunisi alim Sheikh Nur al-Din al-Khadimi Maqasid-e-Shariat aur Usul-e-Fiqh ke mumtaz mu'asir muhaqqiq hain, jo is maydan mein gehri fikri basirat rakhtay hain. Woh maqasidi fikr ko usuli zawaabit aur manhaji pahluon se murattab karne mein shohrat rakhtay hain, aur is mawdu' par un ki muta'did ilmi tasanif hain.

[23] Nur al-Din ibn Mukhtar al-Khadimi, Al-Ijtihad al-Maqasidi: Hujjiyatuh, Zawabituh, Majalatuh (Qatar: Wizarat al-Awqaf wa al-Shu'un al-Islamiyya, First Print 1419 H-1998 CE), 19-56.

خلاصہ یہ کہ مقاصدِ شریعت کا جدید فکری ارتقاء یہ ثابت کرتا ہے کہ شریعت کا بنیادی ہدف محض فرد کی انفرادی نجات نہیں، بلکہ معاشرے کی کُلی فلاح اور تہذیبی اصلاح ہے۔ آج کے دور میں مقاصدی اجتہاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ انفرادی کوششوں کے بجائے اجتماعی اور بین الاقوامی علمی نظر ثانی کا روپ دھارے، جس میں فقہاء کے ساتھ ماہرینِ معاشیات و سیاسیات بھی شامل ہوں، تاکہ اسلامی تہذیب فلاحِ انسانیت کے لیے قوتِ محرکہ بن سکے۔

محمد الطاہر بن عاشور: عصر حاضر میں مقاصدِ شریعت کے سرخیل

علامہ محمد الطاہر بن محمد بن محمد الطاہر بن عاشور (وفات 1393ھ) بیسویں صدی عیسوی کے وہ نابغۂ روزگار تیونسی عالم، مصلح اور فقیہ تھے، جن کا تعلق اندلس سے پیوست جڑوں والے ایک نامور علمی خاندان سے تھا۔ انہوں نے اپنی تمام تر تعلیم تیونس کے مرکزی علمی ادارے جامعہ زیتونیہ [24] سے حاصل کی، جہاں شیخ محمد الخضر حسین اور شیخ صالح الشریف جیسے جید اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ اپنی علمی قابلیت کی بنا پر، انہوں نے 1896ء میں زیتونیہ میں تدریس کا آغاز کیا اور جلد ہی قضا اور افتا جیسے اعلیٰ عدالتی اور مفتی کے عہدوں پر فائز ہوئے۔ ان کی انتظامی خدمات کا نقطۂ عروج 1928ء میں ان کی بطور شیخ الاسلام المالکی (مفتی اعظم) تقرری تھی [25]، اور بعد ازاں انہوں نے صدر الجامعہ زیتونیہ کا عہدہ سنبھالا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے انہوں نے ادارے کے نصاب کی تجدید اور اصلاح میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی شخصیت علمی مہارت، بالغ نظری، فصاحتِ بیان، اور صاف ستھرے ذوق کا حسین امتزاج تھی، جس کا اعتراف ان کے دوست شیخ محمد خضر حسین نے بھی کیا ہے۔ ابن عاشور عربی زبان و ادب میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے، فرانسیسی زبان بھی بڑی اچھی طرح جانتے تھے اور عربی زبان اکیڈمی دمشق و قاہرہ کے رکن تھے۔ ان کی یہ جامع اور عملی زندگی ان کے تدریسی، عدالتی اور اصلاحی اثرات کو تیونس کی کئی نسلوں پر مرتکز کرنے کا سبب بنی، اور وہ بیسویں صدی کے تیونسی علمی ورثے کے مرکزی ستون ٹھہرے۔

علامہ محمد الطاہر بن عاشور کی سب سے نمایاں علمی میراث اسلامی علوم میں ان کا تجدیدی کردار ہے، خاص طور پر تفسیر، اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت کے شعبوں میں۔ ان کی سب سے اہم تصنیف تفسیر القرآن "التحریر والتنویر" ہے، جسے قرآن کی اعلیٰ سطحی تفصیلی اور مقاصدی تفسیر کے طور پر عالمی سطح پر معروف حیثیت حاصل ہے۔ یہ تفسیر ان کی اسلامی قانون میں گہری بصیرت، خاص طور پر مقاصدِ

---

[24] Jami'ah Zaytunah (Jami'at al-Zaytunah) Tunis ka ek tarikhi aur alami shohrat yafta ta'limi markaz hai, jise maghribi Islami duniya ki qadeem tareen jami'at mein shumar kiya jata hai, jis ki bunyad jami' masjid Zaytunah ke sath 1200 saal se bhi qabal pari. Yeh sadiyon tak shumali Africa mein Islami uloom, fiqh Maliki, aur Arabi zaban ka markazi qila aur tajdeedi aur islahi tehreekon ka ghawara raha hai.

[25] Khayr al-Din al-Zirikli, Al-A'lam (Dar al-'Ilm li al-Malayin, Pandarhawan Taba' May 2002 CE), 6:174, 175.

شریعت کے فہم کی آئینہ دار ہے، جہاں انہوں نے روایتی تفسیری منہج میں عصری ضروریات اور شرعی حکمتوں کو مدغم کیا،ان کی تفسیر روایت ودرایت کا حسین امتزاج ہے[26]۔ابن عاشور نے فقہ اور اصولِ فقہ کے حوالے سے بھی قابل قدر کام کیے، جو اسلامی قانون میں ان کی گہری بصیرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ان کی فکر ہمیشہ اعلیٰ اقدار کی جانب مائل رہتی تھی،اور وہ دین کے واجبات و آداب کی پابندی کے ساتھ تھکے بغیر کام کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ان کا اخلاق روشن اور شخصیت روادار تھی، جس کے سبب وہ اپنے معاصرین اور شاگردوں کے لیے علمی عبقریت کے ساتھ ساتھ ایک اخلاقی نمونہ بھی تھے،ابن عاشور ایک مجتہد امام تھے، جن کے فقہی کاموں میں کئی مسائل شامل تھے جن میں ان کا فراواں علم اور اپنے دور کے مسائل کی گہری سمجھ اور مسلمانوں کو درپیش مشکلات کے حل کے لیے ان کا اجتہاد جھلکتا تھا۔ کیونکہ اجتہاد زندگی کو فروغ دینے اور اسے آگے بڑھانے والے اہم عوامل میں سے ہے[27]۔ ان کے شاگردوں میں ان کے صاحبزادے فاضل بن عاشور سمیت تیونس کے متعدد سرکردہ علماء اور مفکرین شامل تھے، جس نے ان کی علمی اور فکری لہر کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ مذکورہ کے علاوہ ان کی مشہور تالیفات کے نام یہ ہیں؛ کشف المغطا من المعانی والالفاظ الواقعۃ فی الموطا، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ،اصول النظام الاجتماعی فی الاسلام،الوقف وآثارہ فی الاسلام،التوضیح والتصحیح فی اصول الفقہ،اصول التقدم فی الاسلام اور اصول الخطابۃ والانشآء وغیرہ۔[28]

ابن عاشور کا مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ میں اسلوب و منہج:

محمد الطاہر ابن عاشور نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ'' میں ایک منفرد، تجدیدی اور نہایت منظم اسلوب اختیار کیا ہے۔ان کا منہج تجزیاتی، استقرائی اور اصلاحی نوعیت کا ہے، جو مقاصدِ شریعت کے روایتی علم کو جدید علمی و فکری سانچے میں ڈھالتا ہے۔ انہوں نے نہ صرف امام شاطبیؒ کے فکری کام کو تنقیح و تہذیب کے ساتھ آگے بڑھایا، بلکہ اس علم کو اصولِ فقہ سے نکال کر ایک مستقل اور خود مختار فلسفیانہ علم کے طور پر قائم کرنے کی کوشش کی۔ان کا مرکزی اسلوب یہ ہے کہ وہ شریعت کے احکام کا جامع استقراء کرتے ہیں تاکہ شارع کی حقیقی غایات (مقاصد) کو یقینی بنایا جاسکے،اور ان مقاصد کی بنیاد پر ایسے قطعی اصول وضع کیے جائیں جو اجتہاد کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کریں۔ ابن عاشور نے مقاصدِ کلیہ میں بعض اہم اجتماعی مقاصد کا اضافہ کر کے علم المقاصد کو فرد کی بجائے اُمت کے اجتماعی مصالح اور جدید معاشرتی چیلنجز کے حل کے لیے ایک فعال فقہی آلے میں تبدیل کر دیا۔یوں،ان کی کتاب مقاصد کے علم میں نہ

---

[26] Nabil Ahmad Saqr, Manhaj al-Imam al-Tahir ibn Ashur fi al-Tafsir (Cairo: Al-Dar al-Misriyya, First Print 1422 H-2001 CE), 41 & 139.

[27] Balqasim al-Ghali, Shaykh al-Jami' al-A'zam Muhammad al-Tahir ibn Ashur Hayatuh wa Atharuh (Beirut: Dar Ibn Hazm, First Print 1417 H-1996 CE), 113.

[28] Balqasim al-Ghali, Shaykh al-Jami' al-A'zam Muhammad al-Tahir ibn Ashur Hayatuh wa Atharuh, 68-70.

صرف ایک تجدیدی اضافہ ہے، بلکہ یہ اصلاحی فقہ کی جدید نہج کا سنگِ بنیاد بھی ہے۔ابن عاشور نے اپنی کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے؛ پہلے حصے میں مقاصد شریعہ کے اثبات کے طریقوں پر مفصل بحث کی گئی ہے، دوسرے حصے میں شریعت کے عمومی مقاصد پر بات کرتے ہوئے شاطبیؒ کے بیان کردہ مقاصد مکلفین پر نظر ثانی کی اور ان میں کئی نئے پہلوؤں کا ذکر کیا ہے اور تیسرے حصے میں تطبیقی نوعیت کا کام ہے جو فقہ مقاصدی کی راہ ہموار کرتا ہے اور ابن عاشور کا یہ وہ عظیم کام ہے کہ جس کی طرف شاطبیؒ کی توجہ بھی نہیں گئی۔[29]

مقاصدِ شریعت میں ابن عاشور کی تجدیدی مساعی:

شیخ محمد الطاہر ابن عاشور کا شمار بیسویں صدی کے ان نمایاں مصلحین میں ہوتا ہے جنہوں نے مقاصدِ شریعت کے علم کو ایک نئی سمت دی اور اسے جدید چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک فعال فقہی آلے کے طور پر پیش کیا۔انہوں نے اپنے شہرہ آفاق کام ''مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ'' میں اس علم کو محض قواعد و ضوابط کی فہرست کی بجائے ایک جامع علمی منہج اور فکری فلسفہ کے طور پر قائم کیا، جو کہ اصولِ فقہ میں ایک حقیقی تجدیدی اضافہ سمجھا جاتا ہے۔ابن عاشور نے امام شاطبیؒ کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے مقاصد کے علم میں ایک اہم فکری انقلاب لایا، اور یہ کوشش کی کہ مقاصد کو اصول فقہ سے نکال کر ایک مستقل اور قطعی علم کی شکل دی جائے، تاکہ اس کے ذریعے شریعت کے عظیم مقاصد اور فقہ کے حقیقی ماخذات کو واضح کیا جاسکے۔اس مقصد کے لیے، انہوں نے معروف اصولی قواعد کو نقد و نظر کے معیار پر پرکھا اور انہیں مقصدیت کے سانچے میں ڈھالا، جبکہ اپنے سے پہلے علماء کی کاوشوں کی تنقیح و تہذیب کر کے اسے طوالت اور خلط مبحث سے پاک کیا[30]، یہی وجہ ہے کہ جس طرح امام شاطبیؒ کو ابو المقاصد الاول کہا جاتا ہے اسی طرح ابن عاشور کو ابو المقاصد الثانی کہا جاتا ہے۔

ابن عاشور نے مقاصدِ شریعت کی تعریف، تقسیم اور اطلاق کے حوالے سے کئی نئے اور تجدیدی تصورات پیش کیے، علم المقاصد میں ان کی تجدیدی مساعی میں سے اہم ترین یہ ہیں:

1. فطرت اور مقاصدِ تشریع کا باہمی ربط: ان کا سب سے بڑا تجدیدی نقطہ یہ ہے کہ شریعت کے مقاصد کو انسانی فطرت اور نظامِ عالم (System of the Universe) سے جوڑ دیا جائے۔ان کا خیال ہے کہ شریعت کا بنیادی مقصد فطری انسانی ضروریات کو پورا کرنا اور دنیا میں عمرانی ترقی (Civilizational Progress) کو یقینی بنانا ہے۔[31]
2. مقاصد کی تقسیم میں تجدید: ابن عاشور نے علم المقاصد میں ایک تجدیدی کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ سابقہ تقسیمات سے ہٹ کر جدید اور منفرد انداز سے ان کی تقسیم پیش کی، انہوں نے مقاصد کی درجہ بندی میں مقاصد عامہ(General

---

[29] Nawshaba Khokhar, "Maqasid Shariat: Ibn Ashur aur Allal Fasi ke Afkar wa Nazriyat ka Taqabuli Mutala" (Tahqiqi Maqala baraye PhD Ulum-e-Islamiyyah: Allama Iqbal Open University Islamabad, 2020 CE), 131 to 167.

[30] ب Balqasim al-Ghali, Shaykh al-Jami' al-A'zam Muhammad al-Tahir ibn Ashur Hayatuh wa Atharuh, 123.

[31] Muhammad al-Tahir ibn Ashur al-Tunisi, Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyya, 3:230.

(Objectives)، مقاصد خاصہ (Specific Objectives) اور مقاصد جزئیہ (Partial Objectives) کی اصطلاحات استعمال کیں تاکہ شریعت کے احکام کے پیچھے کارفرما حکمتوں کو مختلف سطحوں پر سمجھا جاسکے۔ مقاصدِ عامہ سے مراد وہ بنیادی اور وسیع اصول ہیں جنہیں شریعت نے اپنے تمام یا اکثر احکامات میں ملحوظ رکھا ہے اور جو شریعت کی عمومی روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم مصالحِ خمسہ (دین، جان، عقل، نسل، اور مال) کی حفاظت ہے، جو شریعت کے مجموعی نظام کا بنیادی مقصد ہے۔ مقاصدِ خاصہ سے مراد وہ محدود شرعی مقاصد ہیں جو شریعت کے کسی خاص باب یا مخصوص نوعیت کے احکام (جیسے عبادات، معاملات، یا سزائیں) میں ملحوظ ہوتے ہیں، یہ مقاصد مقاصدِ عامہ کے تحت آتے ہیں، ان کا مقصد اس خاص شعبے میں شرعی احکام کی غرض وغایت کو پورا کرنا ہوتا ہے، مثلاً: عبادات کا مقصد تزکیۂ نفس، نکاح کا مقصد نسل کی حفاظت، اور سزاؤں کا مقصد معاشرتی امن ہے۔ مقاصدِ جزئیہ سے مراد وہ مخصوص مقاصد اور فوائد ہیں جو شریعت کے کسی ایک جزئی حکم کے اجراء میں ملحوظ ہوتے ہیں، یعنی یہ کسی منفرد حکم کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، نماز میں قبلہ رُخ ہونے کا مقصد مسلمانوں میں وحدت قائم کرنا، یا تجارت میں دھوکہ دہی کی ممانعت کا مقصد فریقین کے درمیان انصاف کو یقینی بنانا ہے۔[32]

3. مقاصد دریافت کرنے کے تین منفرد طریقے وضع کئے: ابن عاشور کا علم المقاصد میں ایک تجدیدی کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے مقاصدِ شریعت سے واقف ہونے کے لیے تین سائنسی طریقے وضع کیے ہی؛ پہلا طریقہ: تصرفاتِ شرعیہ کا استقراء، یعنی جزوی اور عمومی احکام کے دلائل کا مکمل احاطہ کرنا تاکہ شارع کا مرادی مقصد یقینی ہو جائے یا ان احکام کے دلائل کا استقراء جو کسی ایک علت میں مشترک ہوں؛ دوسرا طریقہ: واضح قرآنی دلائل، یعنی ایسی قطعی نصوص جن میں حکم کی علت واضح ہو اور خلافِ ظاہر مراد ہونے کا کمزور احتمال ہو؛ اور تیسرا طریقہ: سنتِ متواترہ، جو کہ عملی یا معنوی تواتر کی شکل میں صحابہ کرام کے مشاہدے سے حاصل ہوتی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے اعمال اور ارشادات کے ذریعے شارع کے مقاصد کو ظاہر کرتی ہے۔[33]

4. جدید مقاصد کا اضافہ: محمد الطاہر ابن عاشور نے مقاصدِ شریعت کی روایتی تقسیم (دین، جان، عقل، نسل، مال) کو برقرار رکھتے ہوئے، اس میں دو تجدیدی مقاصدِ کلیہ کا اضافہ کیا جو اجتماعی اور معاشرتی استحکام پر زور دیتے ہیں، ان میں سے ایک مقصد حفظِ نظام الامۃ ہے جس کا مقصد معاشرتی عدل، امن اور نظم ونسق کو قائم رکھنا ہے کیونکہ یہ اجتماعی مقاصد کی تکمیل کے لیے بنیادی شرط ہے، ابن عاشور اس کے بارے میں خود رقم طراز ہیں:

---

[32] Isma'il al-Hasani, Nazariyyat al-Maqasid 'ind al-Imam Muhammad al-Tahir ibn Ashur (America: Al-Ma'had al-'Alami li al-Fikr al-Islami, First Print 1416 H-1995 CE), 232-254.

[33] Muhammad al-Tahir ibn Ashur al-Tunisi, Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyya, 3:52-64.

"وَالْمَقْصِدُ الْعَامُّ مِنَ التَّشْرِيعِ هُوَ حِفْظُ نِظَامِ الْأُمَّةِ وَاسْتِدَامَةُ صَلَاحِهِ بِصَلَاحِ الْمُهَيْمِنِ عَلَيْهِ وَهُوَ نَوْعُ الْإِنْسَانِ.ذَلِكَ أَنَّ مَقْصِدَ الشَّرِيعَةِ أَسَاسًا وَبِالذَّاتِ هُوَ الْإِصْلَاحُ وَإِزَالَةُ الْفَسَادِ. وَقَدْ جَعَلَ الْإِسْلَامُ صَلَاحَ الْإِنْسَانِ بِصَلَاحِ أَفْرَادِهِ وَبِصَلَاحِ مَجْمُوعِهِ"[34]

"اور تشریع (قانون سازی) کا عمومی مقصد یہ ہے کہ اُمت کے نظام کو محفوظ رکھا جائے اور اُس کی بھلائی کو پائیدار بنایا جائے، اُس (نظام) پر حاکم (مہیمن) نوعِ انسان کی بھلائی کے ذریعے۔ اس لیے کہ شریعت کا مقصد بنیادی اور خاص طور پر اصلاح کرنا اور فساد کو دور کرنا ہے۔ اور اسلام نے انسان کی بھلائی کو اُس کے افراد کی بھلائی اور اُس کے مجموعہ (معاشرے) کی بھلائی کے ساتھ جوڑا ہے"

اور دوسرا تجدیدی مقصد استقرارِ دین ہے اور اس سے مراد دین کے احکام پر عمل کو آسان اور پائیدار بنانا ہے تاکہ معاشرے میں دین کا نفاذ مستحکم اور دائمی ہو سکے۔

5. اصول فقہ اور مقاصد شریعہ کا حسین امتزاج: علمائے متقدمین کے ہاں مقاصدِ شریعت کی بحثیں کتبِ فقہ، اصولِ فقہ، سیاستِ شرعیہ اور دیگر تصنیفات (جیسے کتبِ تصوف، کلام اور تفسیر) میں ضمنی اور منتشر طور پر موجود تھیں۔ امام شاطبیؒ وہ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے مقاصد کی بحث کو اصولِ فقہ کے اندر ایک مستقل اور بنیادی اصولی مبحث کی حیثیت دی اور اسے ایک منظم شکل میں پیش کیا، اگرچہ ان کا کام ایک مستقل کتاب بننے کے قریب تھا۔ اس تجدیدی کام کی تکمیل کا سہرا محمد الطاہر ابن عاشور کے سر ہے، جنہوں نے اصولِ فقہ اور مقاصدِ شریعت کے مابین موجود گہرے تعلق (تداخل) کو محسوس کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے "مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ" جیسی مستقل تصنیف کے ذریعے مقاصد کے علم کو اصولِ فقہ سے جدا کر کے ایک خود مختار علم کے طور پر قائم کیا، اور اس دوران دونوں علوم کے اشتراکی اور اختلافی پہلوؤں کا علمی اور گہرائی کے ساتھ تقابل پیش کیا۔[35]

علال الفاسی: جامع تعاف

علال بن عبد السلام الفاسی (1910ء-1974ء) ایک ممتاز مراکشی مفکر، سیاست دان، اور حزب الاستقلال کے بانی تھے، علاّل الفاسی کی سیاسی اور فکری قیادت ان کی علمی قابلیت اور یورپ و عرب دنیا کی فکری و اقتصادی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھنے کی صلاحیت کا نتیجہ

---

[34] Muhammad al-Tahir ibn Ashur al-Tunisi, Maqasid al-Shari'ah al-Islamiyya, 2:562.

[35] Nawshaba Khokhar, "Maqasid Shariat: Ibn Ashur aur Allal Fasi ke Afkar wa Nazriyat ka Taqabuli Mutala" (Tahqiqi Maqala baraye PhD Ulum-e-Islamiyyah: Allama Iqbal Open University Islamabad, 2020 CE), 134.

ہے[36]،ان کا تعلق اندلس سے ہجرت کرنے والے ایک قدیم عربی النسل خاندان سے تھا، جو ہسپانوی تفتیشی عدالتوں سے فرار ہو کر فاس میں آباد ہوااور آل الفاسی الفہری کے نام سے علمی اور عرفانی میدانوں میں مشہور ہوا۔آپ کی پیدائش 1326ھ کے اواخر میں فاس میں ہوئی، شہر فاس (Fes) مغرب کی سب سے بڑی اسلامی شہروں میں سے ایک ہے اور مراکش میں ایک دارالحکومت کے طور پر ایک شاندار مقام رکھتا ہے جس کی تاریخ بہت شاندار ہے۔اس کا سب سے اہم تاریخی نشان جامع القرویین ہے[37]۔ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے کم عمری میں قرآن مجید حفظ کیااور 1338ھ میں مراکش کے تاریخی علمی مرکز جامعۃ القرویین [38]میں داخلہ لیا، جہاں سے آپ نے 1932ء میں ''شہادہ عالمیہ'' کی ڈگری حاصل کی اور بعد میں رضاکارانہ طور پر تدریس کا فریضہ انجام دینے لگے،آپ نے مدرسہ ناصریہ پھر جامعہ قرویین میں تدریسی فرائض سر انجام دیئے[39]۔ سیاسی میدان میں، آپ نے مراکشی قومی تحریک کی قیادت کی اور 1380ھ میں وزیر مملکت برائے امور اسلامیہ مقرر ہوئے۔تاہم،1382ھ میں آپ نے حزب الاستقلال کے رفقاء کے ساتھ حکومتی عہدے سے استعفیٰ دے دیااور اس کے بعد اپنی علمی خدمات کو جاری رکھتے ہوئے جامعہ قرویین کے شریعہ کالج، جامعہ محمد الخامس کے قانونی اور ادبی کالجوں،اور دارالحدیث الحسنیہ میں بطور پروفیسر تدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔آپ آزادی کے فوراًبعد تشکیل دی جانے والی مدونہ فقہ اسلامی کمیٹی میں بھی جنرل رپورٹر کے طور پر ایک کلیدی رکن تھے۔

علال الفاسی نے مراکش کی قومی بیداری اور اسلامی اصلاح میں کلیدی کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ، مختلف علمی اور فکری میدانوں میں گرانقدر 46تالیفات بھی چھوڑی ہیں۔ان کی اہم ترین اور مشہور تصانیف میں فکری، قانونی،اور تاریخی نوعیت کے کام شامل ہیں۔اسلامی قانون کے فلسفے کے حوالے سے ان کی مشہور کتاب ''مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ ومکارمھا'' ہے، جس میں اسلامی قانون (شریعت) کے

---

[36] Makhnash Ahlam wa Bushlagham Abir, "Allal al-Fasi wa Dawruh fi al-Harakah al-Wataniyyah al-Maghribiyyah" (Maqala baraye M.Phil Ulum-e-Islamiyyah: Jami'ah Qalmah al-Jaza'ir, 2019 CE), 21.

Al-Ustad al-Siddiq al-'Arabi, Kitab al-Maghrib (Rabat: Dar al-Gharb al-Islami, Third Print 1984 CE), 207 to 212.

[37] الاستاذ الصدیق العربی، کتاب المغرب (الرباط: دار الغرب الاسلامی، طبع ثالث 1984ء)، 207تا212۔

[38] Jami'ah al-Qarawiyyin duniya ki qadeem tareen, musalsal fa'aal ta'limi idara aur pehli degree dainay wali university hai, jise 859 CE mein Fatimah al-Fihri ne Fas (Morocco) mein qaim kiya. Yeh Islami sunehri daur mein ilm wa saqafat ka ek kaleedi markaz rahi, jis ne maghrib aur Islami duniya ki fikri taraqqi mein ahem kirdar ada kiya aur aaj bhi apni ilmi haisiyat barqarar rakhnay hui hai.

Abdul Karim Ghallab, Malamih min Shakhsiyyat Allal al-Fasi (Matba'at al-Risalah), 201, 202.

[39] Majmu'ah Mu'allifin, Al-Marhum Allal al-Fasi Nahr min al-'Ilm al-Jari wa al-Wataniyyah al-Khali dah (Mu'assasat Allal Fasi, First Print 1431 H-2010 CE), 336 to 340.

بنیادی مقاصد اور اخلاقی فضائل کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں، انہوں نے شریعت کے دفاع کے لیے ''دفاع عن الشریعۃ'' لکھی، اور اسلامی فقہ کے مطالعہ کے لیے ''المدخل للفقہ الإسلامی'' اور ''تاریخ التشریع الإسلامی'' جیسی بنیادی کتابیں فراہم کیں۔ سیاسی اور اصلاحی فکر کے میدان میں ان کی سب سے زیادہ اثر انگیز کتاب ''النقد الذاتي'' (خود تنقیدی) ہے، جو قومی سطح پر محاسبہ اور اصلاح کی دعوت دیتی ہے۔ مغرب عربی (شمالی افریقہ) کی تاریخ اور سیاست پر ان کی اہم تحقیقات میں ''الحركات الاستقلالية في المغرب العربي'' (مغرب عربی کی آزادی کی تحریکیں) اور ''المغرب العربي منذ الحرب العالمية الأولى'' (مغرب عربی پہلی جنگ عظیم کے بعد) شامل ہیں، جو اس خطے میں استعمار مخالف جدوجہد کا تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر، علال الفاسی کی تالیفات مراکش کی جدید فکری، قانونی، اور سیاسی سمت کا تعین کرنے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔[40]

علال فاسی کی کتاب مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ و مکارمھا، منہج و خصوصیات

علال الفاسی کی تصنیف ''مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ و مکارمھا'' اسلامی فقہ اور فلسفہ قانون کے میدان میں ایک نمایاں علمی کاوش ہے، جو سلفی اصلاحی منہج (Salafi Reformist Methodology) کو مقاصد شریعہ کے کلاسیکی تصورات سے ہم آہنگ کرتی ہے۔ الفاسی نے اس کتاب میں امام شاطبیؒ کے مقاصد کے تصور کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق وسعت دی ہے۔ کتاب کا بنیادی منہج استنباطی (Deductive) اور استقرائی (Inductive) ہے، جہاں وہ شریعت کے تمام جزوی احکام کی جڑ میں کارفرما جامع مقاصد کو قرآن و سنت سے استنباط کرتے ہیں اور پھر ان مقاصد کی روشنی میں عصری سماجی اور سیاسی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مقاصد شریعہ کو محض ''ضروریات خمسہ'' (دین، جان، عقل، نسل، مال) تک محدود نہیں رکھتی، بلکہ انہیں ایک وسیع ''مکارم الاخلاق'' (اخلاقی فضائل) کے فریم ورک میں ڈھالتی ہے۔ الفاسی کا زور اس بات پر ہے کہ شریعت کا حتمی مقصد صرف مادی فوائد کا حصول نہیں بلکہ ایک اعلیٰ اخلاقی اور روحانی زندگی کا قیام ہے۔ وہ مقصد التحرر (آزادی کا مقصد) کو ایک بنیادی مقصد کے طور پر شامل کر کے مقاصد کو جدید سیاسی عمل کے ساتھ جوڑتے ہیں، جو اسے کلاسیکی فقہی کاموں سے ممتاز کرتا ہے۔ نیز، یہ تصنیف اپنے علمی اسلوب میں جدت لاتی ہے اور مغربی استعمار کے تحت درپیش چیلنجوں کا جواب اسلامی قانون کے لچکدار اور آفاقی اصولوں سے دیتی ہے، یوں یہ کتاب نہ صرف فقہی تحقیق میں ایک سنگ میل ہے بلکہ جدید مراکشی سیاسی فکر کی تشکیل میں بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔[41]

مقاصدِ شریعت اور علال فاسی کے تجدیدی افکار و نظریات:

---

40 Nawshaba Khokhar, "Maqasid Shariat: Ibn Ashur aur Allal Fasi ke Afkar wa Nazriyat ka Taqabuli Mutala", 196 to 210.

41 Majmu'ah Mu'allifin, Al-Marhum Allal al-Fasi Nahr min al-'Ilm al-Jari wa al-Wataniyyah al-Khali dah (Mu'assasat Allal Fasi, First Print 1431 H-2010 CE), 334 & 336.

علال الفاسی کی سیاسی اور فکری قیادت ان کی گہری علمی صلاحیت اور یورپ و عرب دنیا کے فکری و اقتصادی رجحانات پر گہری نظر رکھنے کی اہلیت پر مبنی تھی۔ وہ ایک ایسے ترقی پسند اسلامی فکر کے رہنما تھے جو اسلام اور سائنسی بنیادوں پر قائم عصری زندگی، جس کے مسائل ایجادات کے سبب پیچیدہ ہو جاتے ہیں، کے درمیان کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ ان کا منہج یہ تھا کہ وہ مغربی یا دیگر نظریات کو بغیر تنقید کے قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ انہیں اپنے تنقیدی فلٹر سے گزار کر صرف وہ افکار لیتے جو ان کے نظریاتی رجحان اور مجموعی طور پر عرب و اسلامی دنیا کی حقیقت سے ہم آہنگ ہوتے تھے۔ ان کی فکری شخصیت کی خاصیت اپنے نظریات پر تعصب کی حد تک پختگی (تثبت) تھی، تاہم ان کا یہ اصرار ایک تعمیری مقصد کے تحت تھا: یعنی یہ گہرا ایمان کہ اسلام عصر حاضر کی زندگی کو اپنے صالح اصولوں پر ڈھالنے اور اس کے تمام مسائل کو ایسے حل سے دوچار کرنے کی کامل صلاحیت رکھتا ہے جو معاشرتی تضادات اور بے چینیوں کو ختم کر دیں۔ اسی ایمان کے تحت، الفاسی کے نزدیک اسلامی قانون (شریعت) اس جدید دور کے لیے بھی قابلِ اطلاق (قابلِ عمل) تھا، بشرطیکہ اسے ان کے عطا کردہ تجدیدی مفہوم اور وسعت کے ساتھ دیکھا جائے[42]۔ ان کا یہ اصلاحی نقطۂ نظر، جس میں شریعت کے مقاصد کو صرف ضروریات تک محدود رکھنے کے بجائے مکارم (اعلیٰ اخلاقی فضائل) سے جوڑ کر اسے عصری مسائل کا حل بنایا گیا ہے، ان کی دو بنیادی علمی کاوشوں ''مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ ومکارمھا'' اور ''دفاع عن الشریعۃ'' میں مکمل طور پر منعکس ہوتا ہے[43]، اور اسی وسیع نقطۂ نظر نے ان کی شخصیت اور فکری اثر و رسوخ کو ان کے ملک کی سرحدوں سے نکال کر پورے عالم اسلام میں پھیلا دیا۔ مقاصدِ شریعت کے باب میں علال الفاسی کے افکار کو درج ذیل جامع نکات میں کچھ اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے:

1. وسعتِ مقاصد: انہوں نے مقاصدِ شریعت کو صرف ضروریات خمسہ تک محدود رکھنے کے بجائے انہیں مکارم اخلاق (اعلیٰ اخلاقی فضائل) کے وسیع فریم ورک میں ڈھالا۔
2. عصری مطابقت: ان کا تجدیدی مفہوم یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی قانون (شریعت) جدید دور کے تمام مسائل کا حل فراہم کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔
3. ترقی پسند فکر: انہوں نے اسلامی فکر کو ترقی پسندانہ رجحان دیا، جہاں اسلام اور جدید سائنسی بنیادوں پر قائم عصری زندگی میں کوئی تضاد نہیں ہے۔
4. فکری تنقیح: انہوں نے مغربی یا دیگر نظریات کو تنقیدی فلٹر سے گزارنے کا منہج اپنایا اور صرف وہ افکار لیے جو اسلامی حقیقت سے ہم آہنگ ہوں۔

---

42 Majmu'ah Mu'allifin, Al-Marhum Allal al-Fasi Nahr min al-'Ilm al-Jari wa al-Wataniyyah al-Khali dah (Mu'assasat Allal Fasi, First Print 1431 H-2010 CE), 334 & 336.

43 Makhnash Ahlam wa Bushlagham Abir, "Allal al-Fasi wa Dawruh fi al-Harakah al-Wataniyyah al-Maghribiyyah" (Maqala baraye M.Phil Ulum-e-Islamiyyah: Jami'ah Qalmah al-Jaza'ir, 2019 CE), 21.

5. معاشرتی مسائل کا حل: ان کا یقین تھا کہ شریعت ایک ایسا نظام ہے جو اقتصادی، سماجی اور انسانی میدانوں میں پیش آنے والی معاشرتی بے چینیوں اور تضادات کو ختم کر سکتا ہے۔

مقاصدِ شریعت: ابن عاشور اور علال فاسی کے افکار کا تقابلی جائزہ

اسلامی قانون اور فقہ کے ارتقاء میں 'مقاصدِ شریعت' کا علم ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے، جو نصوص کے ظاہری الفاظ سے بڑھ کر شارعِ حکیم کی بنیادی منشاء اور اغراض کو سمجھنے کی جستجو کا نام ہے۔ دورِ جدید میں جب امتِ مسلمہ کو پیچیدہ سیاسی، سماجی اور تہذیبی چیلنجز کا سامنا ہوا، تو اس علم کے احیاء اور اسے عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں دو عظیم مغربی (شمالی افریقی) مفکرین، علامہ محمد طاہر ابن عاشور (تیونس) اور علامہ علال الفاسی (مراکش) نے مجتہدانہ کردار ادا کیا۔ یہ دونوں شخصیات امام شاطبیؒ کے بعد مقاصدِ شریعت کی تشکیلِ نو کے اہم ترین ستون سمجھی جاتی ہیں۔ زیرِ نظر مطالعہ ان دونوں عبقری شخصیات کے افکار کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے، جس کا مقصد یہ سمجھنا ہے کہ کس طرح ابن عاشور نے مقاصد کو ایک مستقل اور قطعی فن کی حیثیت دے کر ''حفظِ نظام الاُمہ'' اور ''حریت'' جیسے عالمگیر تصورات متعارف کروائے، جبکہ دوسری جانب علال الفاسی نے کس طرح مقاصد کو ''انسانی حقوق''، ''عدلِ اجتماعی'' اور ''تعمیرِ انسانیت'' کے ساتھ مربوط کیا۔ یہ تقابل نہ صرف جدید اسلامی فکر کے تنوع کو ظاہر کرتا ہے بلکہ نفاذِ شریعت کے لیے ان کے وضع کردہ منہج کی عملی افادیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

ابن عاشور اور علال الفاسی: فکری اشتراکات و مماثلتیں

علامہ ابن عاشور اور علال الفاسی، دونوں جدید مغربی اسلامی فکر کے ایسے ستون ہیں جن کے افکار میں گہری ''منہجی ہم آہنگی'' پائی جاتی ہے، ان دونوں کے مشترکہ افکار میں سے اہم ترین یہ ہیں[44]:

1) مقاصدِ شریعت؛ اجتہاد اور مجتہد کیلئے بنیادی شرط: ابن عاشور اور علال فاسی کا بنیادی نقطۂ اشتراک یہ ہے کہ انہوں نے روایتی فقہی جمود کو رد کرتے ہوئے ''مقاصدِ شریعت'' کو عصری اجتہاد کی بنیاد بنایا اور انہوں نے مقاصدی نقطہ نظر کو دورِ جدید میں درپیش مسائل کے حل اور اسلامی فقہ کی تجدید کے لیے اہم ترین ضرورت قرار دیا۔ اسی طرح دونوں مفکرین نے مجتہد کیلئے مقاصد کو لازم قرار دیا ہے اور ان کی نظر میں وہ اجتہاد غیر معتبر ہو گا جس میں مقاصد کی رعایت نہ کی گئی ہو۔

2) مقاصدی فکر میں توازن: ابن عاشور اور علال الفاسی کی مقاصدی فکر کا امتیاز ان کا فکری اعتدال ہے۔ انہوں نے نہ تو اہل ظواہر کی انتہا پسندی کو اپنایا اور نہ ہی مغربی عقلیت پرستی کا غیر مشروط اثر قبول کیا۔ انہوں نے نصوص (نقل) کو بنیاد بنا کر، مقاصدی اصولوں کے ذریعے، عصری تقاضوں کے مطابق اسلامی قانون میں متوازن اصلاح و تجدید (Balanced Reform

---

44 Nawshaba Khokhar, "Maqasid Shariat: Ibn Ashur aur Allal Fasi ke Afkar wa Nazriyat ka Taqabuli Mutala", 374, 375.

and Renewal) کا منہج اپنایا۔اس طرح انہوں نے شریعت کی ابدیت اور عصری ضرورتوں میں کامیاب مطابقت (Compatibility) پیدا کی۔

3) امت کی اجتماعی فلاح وحاکمیت: ابن عاشور اور علال الفاسی دونوں کی مقاصدی فکر کا بنیادی محور اجتماعی فلاح (Collective Welfare) اور اُمت کی مرکزیت ہے۔انہوں نے روایتی انفرادی فقہ سے ہٹ کر شریعت کے مقاصد کی تعبیر ان اصولوں کی روشنی میں کی جو دورِ جدید میں ملتِ اسلامیہ کی بقا، تنظیم، اور قوتِ نافذہ کو یقینی بنائیں۔ابن عاشور نے مصالح ومفاسد کی بحث میں ہر امت کو معیار کو قرار دیا ہے، یہ سمجھتے ہوئے کہ شریعت کا مقصدِ اعلیٰ امتِ محمدیہ کی حفاظت اور اس کی عظمت کا اظہار ہے۔علال الفاسی نے بھی اسی فکر کو آگے بڑھایا، ان کے نزدیک بعض شرعی احکام کا حتمی ہدف اُمت کی اجتماعی حاکمیت (Collective Sovereignty) اور اس کی سیاسی ومعاشی قوت کا استحکام ہے، جس سے امت اپنی شناخت اور حقوق کو محفوظ کر سکے۔

4) شریعت کی ابدیت وعالمگیریت: ابن عاشور، مقاصدِ شریعت کے موضوع پر بحث کے دوران، فروعی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے عالمگیر اسلامی اجتماعیت (Universal Islamic Collectivism) اور شریعت کی ابدیت (Eternality) پر زور دیتے ہیں۔اسی طرح، علال الفاسی بھی شریعتِ اسلامیہ کی عالمگیریت (Universality) اور ہر زمان ومکان میں اس کے صالح وقابلِ عمل (Valid and Practicable) ہونے کے پرزور داعی ہیں۔

5) شریعت کے لازمی اوصاف؛عدل، مصلحت، فطرت اور حریت: ابن عاشور اور علال الفاسی دونوں کی اصلاحی فکر کا ایک اہم مشترکہ پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے عدل(Justice) ، مصلحت(Public Interest) ، فطرت (Human Nature)، اور حریت (Liberty) کو شریعت کے بنیادی اور لازمی اوصاف کے طور پر تسلیم کیا۔ان کے نزدیک، شریعت کی تعبیر اور اطلاق ہمیشہ ان عالمگیر اقدار کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔

6) عمارۃ الارض واصلاح فی الارض؛ خلافتِ الٰہیہ کا مقصد: محمد طاہر ابن عاشور اور علال الفاسی دونوں کا اس امر پر فکری اتفاق ہے کہ انسان کی خلافت و نیابتِ الٰہیہ کا بنیادی مقصد زمین کی عمارت (Development) اور اصلاح (Reform) ہے۔ان کے نزدیک، اللہ کی نیابت کا مفہوم محض روحانی یا انفرادی عبادت تک محدود نہیں، بلکہ اس میں معاشرتی، سیاسی اور معاشی فلاح کے لیے فعال کردار ادا کرنا شامل ہے۔

ابن عاشور اور علال الفاسی کے مقاصدی افکار میں علمی ومنہجی فروق:

دونوں مفکرین کا بنیادی مقصد اجتہاد کی تجدید اور مقاصدِ شریعت کا احیاء تھا، لیکن ان کا فکری سیاق و سباق (Context) اور حتمی ہدف تھوڑا مختلف تھا، جس نے ان کے کام کے نوعیت (Nature) کو متاثر کیا، ان کے افکار میں موجود چند ایک اہم منہجی فروق یہ ہیں[45]:

1) مقاصد کی تعبیر میں منہجی امتیاز: ابن عاشور نے مقاصد سے مراد مصالح (Welfare)، مقاصدِ عامہ (General Objectives)، معانی، اور حکمتیں لی ہیں۔ ان کی اصطلاحات سے واضح ہوتا ہے کہ مقاصد کے موضوع پر لکھتے ہوئے انہوں نے علتِ منصوصہ کو خاص مقام دیا۔ اس کے برعکس، علال الفاسی نے مقاصد کو غایات (Ultimate Ends) اور اسرارِ شریعت (Secrets of Shari'ah) سے تعبیر کیا۔ الفاسی نے علتِ منصوصہ کی بحث کو اپنے تجزیے سے نسبتاً الگ رکھا۔ غایات اور اسرار کے الفاظ اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ انہوں نے مقاصدِ شریعت کو حرفی یا ظاہری فہم سے نہیں، بلکہ شریعت کے کلیات (Universals) اور مقاصدی روح کی کسوٹی پر پرکھا۔

2) مقاصدی تصانیف کا منہجی فرق: محمد طاہر ابن عاشور نے اپنی کلیدی تصنیف مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ میں مقاصد کو دو بڑی اقسام، مقاصدِ عامہ اور مقاصدِ خاصہ میں تقسیم کیا ہے۔ اس تقسیم کے سلسلے میں، انہوں نے اپنے ہر استدلال کو کتاب و سنت کے براہ راست دلائل سے مزین کیا ہے، جو ان کے نص کو محور قرار دینے اور تفصیلی منہج کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے برعکس، علال الفاسی نے اپنی کتاب مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ و مکارمھا کا آغاز سورۃ المائدۃ (آیت ۴۸ تا ۵۰) کے حوالے سے کیا، جس کے بعد انہوں نے فلسفیانہ و کلیاتی اسلوب (Philosophical and Holistic Style) اختیار کیا۔ الفاسی نے مقاصدِ شریعت کی ضرورت و اہمیت کو اس طرح واضح کیا کہ اس میں سابقہ تمام شریعتوں سے تعلق، عدل و مساوات کا مقام، شریعت کی وسطیت، انسانی فطرت، اور اخلاقی مکارم کو مد نظر رکھتے ہوئے بحث کی۔

3) تصانیف کے تالیفی اہداف کا فرق: محمد طاہر ابن عاشور نے اپنی کتاب مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ کی تالیف کا ایک بنیادی مقصد یہ قرار دیا کہ یہ بیسویں اور اس سے آئندہ صدیوں کے فقہاء، مجتہدین، اصولیین اور اہل فتویٰ کے لیے ایک جامع منہجی رہنمائی (Methodological Guide) بن سکے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ ان کا ہدف اہلِ علم کے ایک خاص طبقے کو نظریاتی بنیاد فراہم کرنا تھا۔ اس کے برعکس، علال الفاسی نے اپنی کتاب مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ و مکارمھا نہ صرف اسلامی شریعت کے طلباء کے لیے تحریر کی، بلکہ اس کا ایک دوسرا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ عام قاری کے لیے بھی مقاصد کے مباحث کو آسان اور قابلِ فہم اسلوب (Accessible and Understandable Style) میں پیش کر سکیں۔ یہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ الفاسی کی کتاب کا ہدفِ قاری زیادہ وسیع تھا اور اس کا مقصد عوامی تفہیم (Public Understanding) بھی تھا۔

---

45 Maqasid Shariat: Ibn Ashur aur Allal Fasi ke Afkar wa Nazriyat ka Taqabuli Mutala", 375, 376.

خلاصہ یہ کہ ابن عاشور کا مقصدی منہج زیادہ تر تعلیمی، نظریاتی اور فقہی اصولوں کی تنظیم پر مرکوز رہا، جس کا مقصد فقہی نظام کو داخلی طور پر تجدید بخشنا تھا۔ جبکہ علال الفاسی کا مقصدی منہج زیادہ سیاسی، اطلاقی اور فعال (Activist) تھا، جس کا مقصد شریعت کے مقاصد کو قومی آزادی کی جدوجہد، آئینی قانون سازی، اور جدید ریاستی ذمہ داریوں کی بنیاد بنانا تھا۔

علم مقاصدِ شریعت میں ابن عاشور کے امتیازات:

- بیسویں صدی میں مقاصدِ شریعت کے موضوع کو بحث و تحقیق کے لیے کھولنے اور اسے نظریاتی شکل دینے کا شرف محمد طاہر ابن عاشور کو حاصل ہے۔
- انہوں نے سب سے پہلے مقاصد کی دریافت، تعین، اور تعبیر کا ایک منظم منہج پیش کیا، جس نے مقاصدی فکر کو سائنسی بنیاد فراہم کی۔
- ابن عاشور نے حریت (آزادی) اور مساوات (Equality) جیسے جدید آفاقی اقدار کو مقاصدِ شریعت کی فہرست میں شامل کر کے اس کے دائرے کو وسعت دی۔
- انہوں نے مقاصد کو اصولِ فقہ کے ماتحت ہونے سے ممتاز کیا، اسے ایک آزاد اور بنیادی علم کے طور پر تجدید بخشی، جو ان کا اہم منہجی کارنامہ ہے۔
- عملی سطح پر، انہوں نے معاملات (Transactions) میں مقاصد کی تطبیق میں غیر معمولی کامیابی حاصل کی، جس سے آئندہ مجتہدین کے لیے اجتہاد کا عمل سہل اور مؤثر ہو گیا۔[46]

علال الفاسی کے مقاصدی امتیازات:

- علال الفاسی نے مقاصدِ شریعت کو فطرت کا لازمی تقاضا قرار دیتے ہوئے اسے ہر مصلحتِ عامہ (Public Interest) کے لیے معیار اور کسوٹی مقرر کیا۔
- انہوں نے مکارمِ اخلاق (Noble Ethics) کو اسلام کے ہر مقصد کی بنیادی اساس قرار دیا، جس کا اثبات قرآن کی آیت (عفو و درگزر، امر بالمعروف) سے کیا۔
- انہوں نے یہ واضح کیا کہ انسانی عقل سے ماخوذ قانون واجب العمل نہیں ہوتا، جبکہ شریعت سے مستنبط ہونے والا قانون من جانب اللہ ہونے کی بنا پر واجب الاطاعت ہے۔
- سیاسی فکر میں، انہوں نے دین اور سیاست کو لازم و ملزوم قرار دیا، اور خلافت کو محض نیابتِ الٰہیہ کی شکل اور امت مسلمہ کی قوت کی علامت سے تعبیر کیا۔
- الفاسی نے یہ ثابت کیا کہ فقہ اسلامی اور شریعت اسلامیہ کے مقاصد کو اپنی بلند اور امتیازی حیثیت کے قیام کے لیے کسی خارجی دلیل یا جدید مغربی فلسفے کی ضرورت نہیں ہے۔[47]

---

46 Ibid., 377.

خلاصہ ونتائج تحقیق:

اس تحقیق سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں؛

1. مقاصد کی فکری توسیع سے مراد ان کا روایتی ''تحفظِ ضروریاتِ خمسہ'' کے دائرے سے ارتقاء کر کے تنمیہ، ماحولیاتی تحفظ، اور عالمگیریت جیسے عصری مفاہیم کو شامل کرنا ہے۔
2. بیسویں صدی میں ابن عاشور اور علال الفاسی نے مشترکہ طور پر مقاصدِ شریعت کو اجتہاد کی تجدید کے لیے استعمال کیا، جس کی بنیاد عدل، فطرت، مصلحت اور حریت جیسے لازمی اوصاف پر رکھی۔
3. ابن عاشور نے مقاصد کو نص محور منہج، منظم ضوابط اور دقیق تعریفات کے ذریعے اصولِ فقہ سے ممتاز کر کے ایک آزاد علمی فریم ورک قائم کیا۔
4. ابن عاشور نے اسی فریم ورک میں حریت (آزادی) اور مساوات (Equality) کو بنیادی مقاصد کے طور پر شامل کر کے اس کے دائرۂ کار کو مزید وسیع کیا۔
5. علال الفاسی نے مقاصد کی تفہیم کو کلیاتی اور فلسفیانہ جہت دی، جس کی اساس انہوں نے مکارمِ اخلاق پر رکھی۔
6. الفاسی کا تجدیدی نظریہ مقاصد کو قومی آزادی، آئینی مسائل اور سیاسی اطلاق کے تناظر میں لاگو کرنے پر مرتکز رہا۔
7. دونوں مفکرین کے منہج نے اس فکری توسیع کی بنیاد رکھی، جس کے نتیجے میں مقاصد اب محض تحفظ سے بڑھ کر تنمیہ (Development) اور نتائج کے اعتبار (Consideration of Outcomes) پر مرکوز ہیں۔
8. مقاصد کے عصری اطلاق میں اسلامی مالیات کی اخلاقی تنظیم اور ماحولیاتی تحفظ (حفظِ بیئہ) جیسے نئے میدانوں کو شامل کیا گیا ہے۔
9. ان فکری مساعی کے باعث، مقاصدِ شریعت کی اطلاقی جہات جدید سماجی، اقتصادی اور انسانی مسائل کے حل کے لیے وسیع اور مؤثر ہو چکی ہیں۔

یہ تمام ارتقاء مقاصد کو مقاصدِ انسانیت اور عالمگیریت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنانے کی ایک مربوط کوشش ہے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

47 Ibid., 377, 378.